ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-09
OPEN ACCESS
CC BY NC

خدا بخش
پی ایچ ڈی اسکالر اردو، نیشنل کالج آف بزنس ایڈ مینسٹریشن اینڈ اکنامکس سب کیمپس بہاولپور
ڈاکٹر محمد نعیم گھمن
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ شالیمار کالج باغبانپورہ، لاہور
محمد عرفان
پی ایچ ڈی اسکالر اردو، نیشنل کالج آف بزنس ایڈ مینسٹریشن اینڈ اکنامکس سب کیمپس بہاولپور

پیر معین الدین گیلانی المعروف لالہ جی کی غزل گوئی

Khuda Bukhsh
PhD Scholar Urdu, National College of Business Administration & Economics Sub Campus Bahawalpur.
Dr Muhammad Naeem Ghumman
Assistant Professor, Urdu Department, Govt Shalimar College Bagbanpura Lahore.
Muhammad Irfan
PhD Scholar Urdu, National College of Business Administration & Economics Sub Campus Bahawalpur.
***Corresponding Author:** naeemghumanhsp@gmail.com

Ghazal Poetry by Peer Moin ud Din Gillani, Renowned as Lala G.

Khanqah Golra is the primary school of thought of poetry and speech. Mashaikh Golra Sharif's exquisite taste in poetry and speech is a distinguishing feature. If we look at the poetic service of the Mashaikhs of Golra Sharif, it seems that they have been given an abundant share of the heritage of the Chisht dynasty. The poetic tradition of Khanqah Golra Sharif contains many verses. Pir Meher Ali Shah was a well-known scholar of Wahdat-ul-Wujud. Pir Meher Ali Shah gave world fame to Khanqah Golra Sharif. His poetry also plays an important role in this fame. Pir Meher Ali Shah was an

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-09

ماخذ تحقیقی مجلہ

expert in many languages. He tried typing in Arabic, Persian,Urdu and Punjabi. Peer Moinuddin Geelani, the grandson of Pir Meher Ali Shah, who grew up in this special atmosphere of poetry and speech, also made poetry and speech his field. His natural inclination was towards poetry. Pir Moinuddin Geelani has also experimented in ghazal poetry as well as in hymns, naat and manqbat. His ghazals also cover traditional and classical themes. Ghazal is the real field of Pir Moinuddin Geelani. The fourth part of his poetry collection "Israr Al-Mushtaq" is about generations.

Key Words: *Khanqah Golra, Mashaikhs of Golra Sharif, Pir Meher Ali Shah, Israr Al-Mushtaq, Wahdat-ul-Wujud, ghazal poetry.*

خانقاہ گولڑہ شریف شعر و سخن کا دبستان ہے۔شعر و سخن کا نفیس ذوق مشائخ گولڑہ شریف کا امتیازی وصف ہے۔گولڑہ شریف کے مشائخ کی شعری خدمت پر نظر ڈالی جائے تو یوں لگتا ہے سلسلہ چشت کی میراث ذوق شعر و سخن کا وافر حصہ ان کو عطا ہوا ہے۔خانقاہ گولڑہ شریف کی شعری روایت کئی نسلوں پر مشتمل ہے۔پیر مہر علی شاہ وحدت الوجود کے معروف سکالر تھے۔پیر مہر علی شاہ نے خانقاہ گولڑہ شریف کو عالمی شہرت عطا کی۔اس شہرت میں اہم کردار ان کی شاعری کا بھی ہے۔پیر مہر علی شاہ کئی زبانوں کے ماہر تھے۔انہوں نے عربی،فارسی،اردو اور پنجابی میں طبع آزمائی کی۔شعر و سخن کی اس مخصوص فضاؤں میں پرورش پانے والے پیر مہر علی شاہ کے پوتے پیر معین الدین گیلانی المعروف لالہ جی نے بھی شعر و سخن کو اپنا میدان بنایا۔ان کا طبعی میلان غزل گوئی کی جانب تھا۔پیر معین الدین گیلانی نے غزل گوئی کے ساتھ ساتھ حمد، نعت اور منقبت میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ان کی غزلیں بھی روایتی اور کلاسیکل موضوعات کو سموئے ہوئے ہیں۔پیر معین الدین گیلانی کا حقیقی میدان ہی غزل ہے۔ان کے شِعری مجموعے "اسرار المشتاق"کا چوتھا حصہ اردو غزلوں پر مشتمل ہے۔اس میں چھیاسی غزلیں شامل ہیں۔ان کے شِعری مجموعے کا یہ طویل ترین حصہ ہے۔اس حصہ کا آغاز ان کی اک رباعی سے ہوتا ہے۔یہ رباعی سلوک و تصوف کے مسافروں کے لیے زادِ راہ ہے۔اس رباعی میں پیر صاحب نے اپنے والد گرامی پیر غلام محی الدین المعروف بابو جی کی جملہ تعلیمات کو سمو دیا ہے۔یہ رباعی اصل میں انگریز دور میں چلنے والے ریلوے انجن کے بارے میں ہے۔جو سیاہ رنگ کا ہوتا تھا اور وہ کوئلے سے چلتا تھا۔اس کی مخصوص آواز ہوتی تھی اور سینے سے دھواں اڑاتا اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا تھا۔پیر غلام محی الدین گیلانی کو اس انجن سے بڑا گہرا شغف تھا۔آپ اکثر گولڑہ کے اسٹیشن پر اس انجن کو دیکھنے جاتے تھے۔ اس وقت ریلوے اہلکار کو "بابو جی کہتے تھے۔پیر مہر علی شاہ نے ان کی ریلوے انجن سے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-09

محبت دیکھتے ہوئے ان کو "بابوجی" پکارنا شروع کر دیا۔اس رباعی میں پیر غلام معین الدین مشتاق نے اپنے والد گرامی کی محبت کا ذکر کیا ہے۔

نالے کرتا ہے آہیں بھرتا ہے
کیا یہ انجن کسی پہ مرتا ہے
خود تو جلتا ہے آگ میں لیکن
لے کے منزل پہ سب کو چلتا ہے (۱)

تصوف کی راہوں پہ چلنے والا سالک بھی اسی انجن کی مثل ہوتا ہے۔اس کے سینے میں بھی عشق کا الاؤ روشن ہوتا ہے۔وہ اپنے سینے میں عشق کی آتش کو بھڑکاتا ہے اور راہ محبت پر گامزن رہتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ پیر معین الدین گیلانی نے اسی انجن کی تمثیل کو اپنے والد گرامی کے لیے استعمال کیا ہے۔تصوف کا مسافر روتا ہے، آہیں بھرتا ہے۔اپنے سینے کو جلاتا ہے اور اپنے من کی وادی کا سفر جاری رکھتا ہے۔اک صوفی کا یہی زاد راہ ہے جس کے سہارے وہ روحانی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔پیر معین الدین گیلانی نے تصوف کے انہی اسرار ورموز کے بیان کے لیے غزل کو چنا ہے۔اردو غزل وہ واحد صنف ہے جو ہر عہد میں اور علاقے میں یکساں مقبول رہی ہے۔غزل کے نخل کی آبیاری کے لیے اسے ہر دور میں ہر علاقے سے دو چار دیوانے میسر آتے رہتے ہیں۔اردو غزل مقبول ترین صنف سخن ہے۔رشید احمد صدیقی نے اردو غزل کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔

"غزل کو میں اردو شاعری کی آبرو سمجھتا ہوں۔ہماری تہذیب غزل میں اور غزل ہماری تہذیب میں ڈھلی ہے۔غزل فن نہیں فسوں بھی ہے۔شاعری نہیں تہذیب بھی"۔(۲)

پیر معین الدین گیلانی نے غزل کی اسی شاندار روایت کو نبھایا ہے جس کا تسلسل صوفیاء چشت کے ہاں نظر آتا ہے۔خانقاہ گولڑہ شریف کے بزرگوں کا طریقہ ہے کہ وہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ علم و ادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ان کے ہاں تصوف اور صوفیاء کے روایتی مضامین شامل ہیں۔ان کے ہاں تصوف گندھا ہوا انداز دکھائی دیتا ہے۔ان کے اشعار میں معاملات تصوف کا بیان بھی پایا جاتا ہے۔صوفیاء صفائے قلب کی طرف بڑا دھیان دیتے ہیں۔قلب کی تطہیر اور پاکیزگی تصوف کا بنیادی جزو ہے۔صوفیا نے فساد قلب اور علاج قلب پر رسائل تحریر کر رکھے ہیں۔صوفیا اپنی خانقاہوں میں مراقبے کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ انسان اپنے قلب کی طرف متوجہ ہو۔صوفیا کے ہاں محافل ذکر بھی ہوتی ہیں اس کے ذریعے بھی باطن کی تطہیر کا سامان کیا جاتا ہے۔دل انسانی خواہشات کا مرکز ہے۔اگر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-09

دل میں دنیاوی خواہشات کی کثرت ہو تو صوفیا کے ہاں ایسا دل مردہ کہلاتا ہے۔صوفیا کے ہاں زندہ و بیدار قلب وہی جو راہ حق کا مسافر بن جائے۔لالہ جی صوفیانہ روایات کے امین ہیں۔انہوں نے بھی قلب کی اصلاح کو موضوع بنایا۔ذکر اذکار قلب کی روحانی غذا ہوتے ہیں۔انہوں نے اسی روحانی لطافت کی اشارہ کیا اور ان کی شاعری میں بھی ایسی ہی کیفیت نظر آتی ہے۔

دل سے مشتاق ذکر ہو کیجیے
یہی کنجی ہے ہر خزانے کی (۳)

ان کی غزل گوئی میں اک سالک کی داستان پوشیدہ ہے۔انہوں نے راہ فقر و سلوک کے سفر کو شاعری کے ذریعے طے کیا ہے۔ان کی غزلوں میں اک منفرد درد پنہاں دکھائی دیتا ہے۔اس درد میں لطافت اور سوز حقیقی جلوہ گر دکھائی دیتا ہے۔انہوں نے اپنی باطنی نورانی کیفیات کے اظہار کے لیے اشعار کا سہارا لیا ہے۔صوفیا کے تمام سلاسل اپنا روحانی پیشوا مولا علی کو مانتے ہیں۔اس لیے ان کے ہاں مولا علی کے مناقب کثرت سے بیان کیے جاتے ہیں۔ان کے اعراس اور محافل میں مولا علی کی شان بیان کی جاتی ہے۔صوفیا اپنی خانقاہوں میں سرمستی کے عالم میں "مشکل کشا علی مولا" کا نعرہ مستانہ بھی بلند کرتے ہیں۔پیر معین الدین گیلانی نے بھی اپنی غزلوں میں روایتی مذہبی موضوع کو موزوں کیا ہے۔ان کی غزل گوئی کا یہی اعجاز بھی ہے کہ وہ اپنی روایات کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

لگائی آنکھ میں سرمہ بنا کر
اٹھا کر خاک اس کے نقش پا کی
مجھے کیا غم مدد ہے ساتھ میرے
علی مشکل کشا شیر خدا کی (۴)

ان کی غزلوں میں نادر و نایاب استعارات اور تشبیہات پائی جاتی ہیں۔انہوں نے نادر و نایاب تلمیحات کو بھی اپنی غزلوں میں استعمال کی ہیں۔ان کی غزلوں میں دیدار یار کو عجب قسم کی سرشاری اور کیف و سرور میں بیان کیا ہے۔صوفی کی سرمستی ہو یا صوفی کا سرور،صوفی کا زہد و تقوی ہو یا صوفی کا رقص،صوفی کا ذکر ہو یا فکر ہو،صوفی کا رنگ ہو یا روپ ہو،صوفی کی ھو ہو یا آہ ہو،صوفی کی دھمال ہو یا صوفی کا حال ہو،صوفی کا حال ہو یا صوفی کا قال ہو،صوفی کا سوز ہو یا ساز ہو،صوفی کا جلال ہو یا جمال ہو،صوفی کا ظاہر ہو یا باطن ہو،صوفی کا نعرہ مستانہ یا نوائے رندانہ،صوفی کا نور یا صوفی کی نورانیت ہو،صوفی کی تڑپ ہو یا صوفی کی صدا ہو،صوفی کا نغمہ ہو یا صوفی کا ترانہ ہو،صوفی کا رنگ ہو یا صوفی کا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-09

روپ ہو، صوفی کا حجرہ ہو یا صوفی کا سینہ ہو، صوفی کا کرم ہو یا صوفی کا فضل ہو اور صوفی کے سینے کا نور ہو یا صوفی کی روح کی سوز و سر مستی ہو۔ صوفیا کے ہاں یہ سب ھو کے رنگ ہیں۔ یہ سارے اسی کے جلوے ہی جو ہر سو جلوہ گر ہے۔ ان سب رنگوں کا اک ہی مطمع نظر ہوتا ہے کہ جلوہ یار ہو۔ اسی صوفیانہ رنگ کا عکس لالہ جی کی غزلوں میں دیکھائی دیتا ہے۔

ان کی اس غزل میں محبوب کے حسن کی تعریف بھی نظر آتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ کوہ طور ہر صوفی نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ کوہ طور پر جلوہ حق کی تجلی پر نور کا گرنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات مبارکہ پر اس کے اثرات صوفیانہ مجلسوں کا اہم موضوع ہیں۔ صوفی اپنے دل کو کوہ طور سمجھتا ہوتا ہے اور وہ اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اس کے دل میں جلوہ یار نظر آئے۔ پیر معین الدین گیلانی کے ہاں بھی یہی رنگ نظر آرہا ہے۔

عارض پہ اس کے زلف سیاہ دیکھنے سے کام
میرا مذاق شام و سحر کچھ نہ پوچھئے
کہتے ہیں ہم بھی دید کو موسیٰ کے طور پر
ملتا ہے کیا جواب مگر کچھ نہ پوچھئے
مشتاق ان کے جاتے ہی آنسو نکل پڑے
جو کچھ ہوا ہے دل پہ اثر کچھ نہ پوچھئے (۵)

ان کی غزلوں میں عشق و محبت کا انمول خزانہ چھپا ہوا ہے۔ ان کے ہاں محبت و عشق کی رواہوں میں سر مستی اور کیف کا منظر بھی دیکھائی دیتا ہے۔ وہ عشقیہ غزل کی روایت سے انحراف نہیں کرتے بلکہ اس کی لطافت کو مزید بڑھاتے ہیں۔ انہوں نے محبوب کا روایتی تصور پیش کیا ہے مگر ان کا منفرد انداز دل کو بھاتا ہے۔ ان کی شاعری میں صنائع وبدائع کا بر محل استعمال ملتا ہے۔ ان کو اردو زبان پر کامل دسترس حاصل تھی۔ وہ الفاظ کا استعمال کا ملکہ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں محبوب اور واردات قلب کا دلچسپ انداز میں تذکرہ کیا ہے۔ ان کا دل سوز و مستی میں تڑپتا ہے اور اس کا اظہار ان کی شاعری میں نظر آتا ہے۔ انہوں اپنی غزلوں میں منفرد تشبیہات کو استعمال کر کے اپنی قادر الکلامی کا لوہا منوایا ہے۔ ان کے اشعار شِعری حسن اور لطافت سے مالا مال نظر آتے ہیں۔

آرزوئے وصل جاناں میں سحر ہونے لگے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-09

ماخذ تحقیقی مجلّہ

زندگی مانند شمع مختصر ہونے لگی

راز الفت کھل نہ جائے بات رہ جائے مری

بزم جاناں میں الٰہی چشم تر ہونے لگی (۶)

ان کی غزلیں اگرچہ عشق مجازی میں گندھی ہوئی ہے مگر وہ صوفیانہ موضوعات کو اپنی غزلوں میں جگہ دیتے ہیں۔صوفیاء کے ہاں اکثر جذب وحال کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ملاں اور صوفی دو اہم کردار ہیں۔ان کی ازلی رقابت ہے۔فارسی اور اردو غزل میں صوفی وملاں کی محاذ آرائی ہر جگہ نظر آتی ہے۔صوفی ہمیشہ ملاں سے نالاں رہتا ہے۔ملاں کے فتوے صوفی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ملائیت جس قدر لوگوں کو صوفیا سے دور کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔اتنا ہی صوفی لوگوں کے دلوں پر راج کرتا ہے۔صوفی کا مقصد انسانوں کو ملانا اور انسان سے محبت ہے۔صوفی کی زندگی کا حاصل انسان کو راضی کرنا ہے۔صوفی کی درگاہ کے دروازے ہر کسی کے لیے کھلے رہتے ہیں۔صوفی کا حجرہ تہذیب کا آئینہ دار ہوتا ہے جبکہ ملاں گھٹن کی علامت ہے۔معین الدین گیلانی صوفی فکر کے نمائندہ شاعر ہیں۔

اس لیے لالہ جی ملاں اور زاہد کو نشانہ بناتے رہتے ہیں۔حقیقت بھی یہی ہے کہ ملاں اور زاہد کا گزر ہی اس بستی سے نہیں ہوتا جس جگہ صوفی محور قص ہوتا ہے۔اس لیے ملاں اور زاہد فتوے بازی پر اتر آتے ہیں۔زاہد پر طنز اردو غزل کا عام موضوع ہے۔شعراء زاہد اور شیخ پارسا کے لیے مختلف اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ان کی شاعری میں بھی زاہد کو ہلکی طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

بخشش ہوئی تو اہل ندامت کی حشر میں

تسبیح زاہدوں کی نہ آئی شمار میں (۷)

کیا کہوں ناصح محبت کیوں ہوئی

تم یہی سمجھو حماقت ہوگئی (۸)

پھول، خوشبو، پرندے، گل اور بادوباراں، باغ و بہاری اردو غزل کے مستقل موضوعات ہیں۔فصل گل اور بہار کا موسم بھی غزل کا کلاسیکل رنگ ہے۔اردو شاعری میں بہار کا ذکر بڑا اہم ہے۔فصل گل عشاق کا محبوب ترین موسم ہوتا ہے۔سارا عشاق اس موسم کا انتظار کرتے ہیں۔بہار کے موسم میں ہر سو گل ولالہ کھلتے ہیں۔تازہ ہوا، بلبل کا ترنم، پھولوں کا جوبن، خوشبو کے جھونکے اور مست وبخود حسن کے قافلے ہر سو دیکھائی دیتے ہیں۔اردو غزل

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

گوئی بہار کے ذکر بغیر مکمل نہیں ہوتی۔اسی فصل گل کو پیر معین الدین گیلانی نے بھی اپنی غزلوں میں اچھوتے انداز میں سمویا ہے۔

سینکڑوں بار آئی فصل بہار
غنچہ دل مگر کھلا ہی نہیں
ہائے دیوانگی جوانی کی
یہ معمہ کبھی کھلا ہی نہیں (۹)

ان کی غزلوں میں جوش و مستی بھی جگہ جگہ دکھائی دیتی ہے۔وہ اپنے سینے میں اک زندہ اور بیدار دل رکھتے ہیں۔اس لیے ان کی غزلوں میں موجود خیالات کیف و سرور سے لبریز نظر آتے ہیں۔اردو غزل میں قلب و جگر پر بہت سے اشعار ملتے ہیں۔محبت کا حقیقی پیام بر بھی دل ہی ہوتا ہے ۔واردت قلب کا صوفیا سے زیادہ کون شناسا ہوتا ہے۔صوفی کا دل ہر وقت نئی لذت اور کیف کا شکار رہتا ہے۔دل کے یہی رنگ صوفی کا حال بن جاتے ہیں۔صوفی اک جوگی کی طرح اپنے حال میں مست الست پھر تار ہتا ہے۔وہ اپنے دل میں اک بستی بساتا ہے اور اس میں محبت کا دیپ روشن کرتا ہے۔اسی دیپ کی روشنی میں معرفت کا سفر طے کرتا جاتا ہے ۔پیر معین الدین گیلانی نے بھی دل اور اس کے معاملات کو اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے۔

شب ہجر کی تلخیاں کچھ نہ پوچھو!
نہیں داستاں یہ سنانے کے قابل
یہ ٹھکرا دل کے دل پھر کہا مسکرا کر
نہ تھا دل یہ دل سے لگانے کے قابل
جو دیکھا مجھے پھیر لیں اپنی آنکھیں
نہ جانا مجھے منہ لگانے کے قابل
تیری بزم میں سینکڑوں آئے بیٹھے
ہمیں تھے کیا اٹھانے کے قابل
یہ کافر نگاہیں یہ دلکش ادائیں
نہیں کچھ رہا اب بچانے کے قابل

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

کیا ذکر دل کا تو ہنس کے بولے
نہیں ہے یہ رحم کھانے کے قابل
کبھی قبر مشتاق پر سے جو گزرے
کہا یہ نشاں ہے مٹانے کے قابل (۱۰)

ان کی غزلوں میں معاملات عشق و محبت کا بیان دلکش ہے۔ان کے بیان میں محبت میں مجازی عشق اپنے جوبن پر جلوہ گر دکھائی دیتا ہے۔راہ عشق میں ہونے والے تلخ وشیریں تجربات ان کی غزلوں میں موجود ہیں۔ان کی غزلوں میں ہجر و فراق ،وصل و ملاپ ،ناز و انداز ،شکوہ و شکایت ،تدبیریں ،منتیں ،ادائیں ،ٹال مٹول ،تدبیریں جیسے جذبات ،حالات اور احساسات پائے جاتے ہیں۔یہ سب معاملات عشق و محبت کے ساتھ خاص ہیں۔آپ اپنی غزلوں میں محبوب کی بارگاہ میں نیاز مندی کو سعادت جانتے ہیں۔ان کے ہاں کہیں بھی گستاخی کا پہلو دکھائی نہیں دیتا۔ان کی معاملہ بندی میں اک خاص قسم کا ترفع پایا جاتا ہے۔انہوں نے محبوب کے روایتی تصورات کو بھی اک دلفریب تجربہ کی شکل میں بیان کیا ہے۔

تڑپتا دیکھ کر مجھ کو ہنسے اور خوب فرمایا
گرفتار محبت ہے اسے یونہی تڑپنے دو
محبت کس طرح انسان کو لاچار کرتی ہے
میں سمجھتا ہوں لیکن ذرا دل کو سنبھلنے دو
وہ نکلے بن سنور کر گھر سے یوں کہنے لگے مشتاق
جو مرتے ہیں انہیں میری بلا سے آج مرنے دو (۱۱)

میخانہ اردو غزل کا اہم ترین موضوع ہے۔عام شعراء جب میخانہ کا استعمال کرتے تو اس سے مراد بادہ نوشی ہی ہوتا ہے۔جب صوفیاء اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد مرشد کی ذات اور اس کا آستانہ ہوتا ہے۔اس ے نوشی سے مراد شراب معرفت ہے جو آنکھوں کے ذریعے پلائی جاتی ہے۔اس میں ساغر و مینا تو ہوتے ہیں مگر صوفیا دلوں کو ہی ساغر و مینا سمجھتے ہیں۔پیر معین الدین مشتاق نے بھی اسی میخانے کو اپنے اشعار میں بار بار استعمال کیا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

تاحشر تو اے ساقی میخانہ میں رہنے دے

دو روز میں بھرتی مشتاق کی نیت کیا (۱۲)

عہد رواں میں عمومی طور پر شعرا اردو میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ فارسی کا چلن نہ ہونے کے برابر ہے۔ عربی شاعری کا تو ہمارے ہاں قصہ ہی تمام ہے۔ گولڑہ شریف کے مشائخ کا یہ خاصہ ہے کہ وہ عربی، اردو، فارسی اور پنجابی میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ ان کی اردو شاعری میں بھی فارسی و عربی کے الفاظ بکثرت ملتے ہیں۔ اردو شاعری میں کمال حاصل کرنے کے لیے عربی اور فارسی میں دسترس ہونا لازم ہے۔ پیر معین الدین گیلانی کو تینوں زبانوں میں غیر معمولی دسترس حاصل تھی۔ جس کا اظہار ان کے اشعار میں ہوتا ہے۔

فارسی الفاظ و ردیف بھی پیر صاحب کی شاعری کا حسن ہے۔ ان کے ہاں طویل اور مختصر ردیفوں کو باندھنے کا دستور دکھائی دیتا ہے۔ ان کی طویل ردیفیں دیکھ کر ان کی قادر الکلامی قابل رشک لگتی ہے۔ ان کے دل کے معاملات کو مانوس اور غیر مانوس ردیفوں میں باندھ کر بیان کرنا اک سماں پیدا کر دیتا ہے۔ ان کی ردیفوں کا یہی حسن ان کی تمام غزلوں میں موجود ہے۔ ان کے ہاں فارسی ردیفوں کا استعمال کتنا خوبصورت ہے۔

کیجے لطف و کرم اے جان من

تا بکے جور و ستم اے جان من

بزم میں ہم آپ کی پھر آ گئے

لے کے امید کرم اے جان من (۱۳)

الغرض پیر سید معین الدین گیلانی اپنے خیالات و احساسات، حسن و بیان، سادگی و سلاست اور حسن ادا کی بنا پر اردو ادب میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ وہ خانقاہ گولڑہ کی شعری روایت کا اہم کردار ہیں۔ ان کی غزلوں میں روایتی موضوعات ملتے ہیں مگر ان میں جدت و ندرت کا عجب سماں نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری صوفیانہ رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ لالہ جی موجودہ دور میں صوفیانہ شاعری کے نمائندہ شاعر ہیں۔ وہ صوفیا چشت کی علمی میراث کے حقیقی وارث ہیں۔ انہوں نے پیر مہر علی شاہ کے بعد گولڑہ شریف کی شعری روایت کو اوج عطا کیا۔ انہوں نے اپنے دادا پیر مہر علی شاہ کی شعری روایت کو نا صرف آگے بڑھایا بلکہ اس میں خاطر خواہ اضافہ بھی کیا۔ انہوں نے اردو غزل میں عشق مجازی اور تصوف میں امتزاج پیدا کر کے اپنا نام صوفی ادب میں بلند تر کیا ہے۔ ان کا رنگ تغزل اپنے اندر

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-09

کلاسیکیت کی تمام تر رعنائیوں کو سموئے ہوئے ہے۔ وہ معاملات عشق اپنے انداز میں بیان کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے پیر نصیر الدین نصیر نے بھی آپ کی شعری میراث کو سنبھالا بلکہ اس میں اک طرز جدید کا اضافہ بھی کیا۔

حوالہ جات

۱۔ غلام معین الدین، پیر، اسرار المشتاق، اسلام آباد: درگاہ گولڑہ شریف، ۲۰۱۷، ص ۵۳

۲۔ رشید احمد صدیقی، جدید غزل حالی تا اقبال، مضمون، مشمولہ، جدید اردو غزل، مرتبہ، ڈاکٹر معین الرحمان، لاہور: یونیورسل بکس، ۱۹۸۷، ص ۱۷

۳۔ غلام معین الدین، پیر، اسرار المشتاق، اسلام آباد: درگاہ گولڑہ شریف، ۲۰۱۷، ص ۷۳

۴۔ ایضاً، ص ۷۷

۵۔ ایضاً، ص ۸۱

۶۔ ایضاً، ص ۵۳

۷۔ ایضاً، ص ۵۳

۸۔ ایضاً، ص ۸۰

۹۔ ایضاً، ص ۸۳

۱۰۔ ایضاً، ص ۸۵

۱۱۔ ایضاً، ص ۶۰

۱۲۔ ایضاً، ص ۸۷

۱۳۔ ایضاً